ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

خلافت راشدہ میں غیر مسلموں کی آزادی کا تصور: تحقیقی جائزہ

THE CONCEPT OF FREEDOM OF NON-MUSLIMS IN THE RASHIDUN CALIPHATE: A RESEARCH REVIEW

Dr. Irshad Hussain
Lecturer Islamic Studies Department Sir Syed College Multan
Dr. Allah Ditta
Assistant Professor FG Degree College for Women Multan Cantt
Email: profabughufran475@gmail.com
Dr. Muhammad Ramzan Saeedi
Visiting Lecturer NFC Multan

Abstract

This article intends to throw light upon the concept of freedom of non-Muslims in the golden era of Rashidun Caliphate. This period of Rashidun Caliphate is called the golden age of Islam. The status of this period is vital and legal for Muslims because guidance is sought towards the period of Rashidun Caliphate, if no direction is available from the Holy Prophet □. That is why, the guidance of diverse religious, worldly, social, ethical, personal and legal matters is always sought from this period. The Holy Prophet □ has also asked to hold firmly to His Sunnah and the Sunnah of Khalifa Rashid. That is why it is essential for Muslims to seek guidance from Rashidun Caliphate. In this article, the rights of non-Muslims have been discussed during the era of Rashidun Caliphate. Islam not only gives rights to its believers, but also it supports the same freedom of non-Muslims. In this article, it has been clarified that what kinds of rights did the non-Muslims have in the Rashidun Caliphate? Did they enjoy the same social and religious freedom as were enjoyed by the Muslims too? What was the conduct of the Rashidun Caliphate in relation to the protection of their lives, property, honor and dignity as well? Were they required to serve in the military or did they pay taxes in return? These types of questions are answered in this article and conclusions drawn with the help of historical and analytical research.

Key Words: - Holy Prophet, Rashidun Caliphate, Non-Muslims, Freedom, Rights, Islam.

تمہید

خلافت راشدہ کا دور اسلام کا سنہری دور کہلاتا ہے۔اس دور کی حیثیت مسلمانوں کے لئے اساسی اور قانونی ہے کیوں کہ متنوع دینی، دنیوی سماجی، معاشرتی، خانگی و قانونی معاملات کی رہنمائی کے لئے خلافت راشدہ کے دور کی طرف رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ نبی پاک ﷺ نے بھی یہ فرمایا ہے کہ میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھام لو۔اس لئے خلافت راشدہ سے رہنمائی حاصل کرنا مسلمانوں کیلئے لازمی حیثیت رکھتا ہے۔اس مقالہ میں خلافت راشدہ کے عہد میں غیر مسلموں کے حقوق سے بحث کی گئی ہے۔ نیز اسلام جہاں اپنے ماننے والوں کو حقوق دیتا ہے وہیں غیر مسلموں کی بھی یکساں آزادی کا حامی ہے ۔ اس مقالہ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ خلافت راشدہ میں غیر مسلموں کو کون کون سے حقوق حاصل تھے ؟ کیا ان کو سماجی آزادی کے ساتھ ساتھ مذہبی آزادی بھی حاصل تھی ؟ ان کی جان ومال اور عزت وآبرو کے تحفظ کے سلسلے میں خلافت راشدہ کا طرز عمل کیا تھا؟ کیا ان سے فوجی خدمت لی جاتی تھی یا اس کے بدلے میں وہ ٹیکس ادا کرتے تھے ؟ یہ اور اس طرح کے دیگر بہت سے سوالات کے جوابات اس آرٹیکل میں بیان کیے گئے ہیں اور تاریخی و تجزیاتی تحقیق کی مدد سے نتائج کو اخذ کیا گیا ہے۔

خلافت راشدہ میں غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ

خلافت راشدہ میں جہاں مسلمانوں کو حقوق حاصل تھے وہی غیر مسلموں کو ہر طرح کے یکساں مذہبی ، سیاسی و سماجی حقوق حاصل تھے۔ان نکات کو سلسلہ وار بیان کیا جاتا ہے۔

سماجی تحفظ:

غیر مسلم شہریوں کے جان و مال کی حفاظت کا یہ اہتمام صرف پیغمبر اسلام ﷺ کی زندگی تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ حضور نبی اکرم ﷺ کی حیات

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

ظاہری کے بعد خلفائے راشدین کے دور میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔اس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں غیر مسلم شہریوں کو مسلمانوں ہی کی طرح حقوق اور تحفظ حاصل تھا۔آپ کے دور میں جب اسلامی لشکر روانہ ہوتا تو آپ سپہ سالار کو حسب ذیل احکام اور ہدایات ارشاد فرماتے:

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَلَا تَعْصَوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ... وَلَا تَغْرِقُنَّ نَخْلًا وَلَا تُحْرِقُنَّهَا، وَلَا تَعْقِرُوْا بَهِيْمَةً وَلَا شَجَرَةً تُثْمِرُ، وَلَا تَهْدِمُوْا بِيْعَةً، وَلَا تَقْتُلُوا الْوِلْدَانَ وَلَا الشُّيُوْخَ وَلَا النِّسَاءَ. وَسَتَجِدُوْنَ أَقْوَامًا حَبَسُوْا أَنْفُسَهُمْ فِي الصَّوَامِعِ، فَدَعُوْهُمْ، وَمَا حَبَسُوْا أَنْفُسَهُمْ لَه.[1]

"خبردار! زمین میں فساد نہ مچانا اور احکامات کی خلاف ورزی نہ کرنا۔۔۔ کھجور کے درخت نہ کاٹنا اور نہ انہیں جلانا، چوپایوں کو ہلاک نہ کرنا اور نہ پھلدار درختوں کو کاٹنا، کسی عبادت گاہ کو مت گرانا اور نہ ہی بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل کرنا۔ تمہیں بہت سے ایسے لوگ ملیں گے جنہوں نے گرجاگھروں میں اپنے آپ کو محبوس کررکھا ہے اور دنیا سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے، انہیں ان کے حال پر چھوڑ دینا۔"

علامہ حسام الدین ہندی نے "کنزالعمال" میں مذکورہ روایت کو نقل کرتے ہوئے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے:

ولا مرِيْضا ولا راهِبا.[2]

"اور نہ کسی مریض کو اور نہ ہی کسی پادری کو قتل کرنا۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو شام بھیجتے ہوئے جو احکامات صادر فرمائے، ان میں آپ نے یہ بھی حکم فرمایا تھا:

ولَا تهدِمُوْا بيْعَة... ولا تَقْتُلُوْا شَيْخا كبِيْرا، وَلَا صبِيًا ولا صغِيْرا ولا امرأة.[3]

"اور عیسائیوں کی عبادت گاہوں کو منہدم نہ کرنا۔۔۔ اور نہ بوڑھوں کو قتل کرنا، نہ بچوں کو، نہ چھوٹوں کو اور نہ ہی عورتوں کو قتل کرنا"۔

حضرت ثابت بن الحجاج الکلابی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ألا! لا يُقْتل الرّاهب فِي الصومعة.[4]

"خبردار! کسی گرجاگھر کے پادری کو قتل نہ کیا جائے۔"

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب خلیفۂ اوّل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم پر دمشق اور شام کی سرحدوں سے عراق اور ایران کی طرف لوٹے تو راستے میں باشندگان عانات کے ساتھ یہ معاہدہ کیا کہ:

- ان کے گرجے اور خانقاہیں منہدم نہیں کی جائیں گی۔
- وہ ہماری نماز پنجگانہ کے سوا ہر وقت اپنا ناقوس بجا سکتے ہیں، ان پر کوئی پابندی نہیں ہو گی۔
- وہ اپنی عید پر صلیب نکال سکتے ہیں۔[5]

---

1 بہیقی، السنن الکبریٰ، ۸۵ / ۹، رقم: ۷۸۷۹

2 ہندی، علی، کنزالعمال، حیدرآباد، مکتبۃ عثمانیہ، ۴۷۴۰ / ۴، رقم: ۱۱۴۰۹

3 ہندی، کنزالعمال، ۴۷۵ / ۴، رقم: ۱۱۴۱۱

4 ابن أبی شیبۃ، المصنف، ۴۸۳ / ۶، رقم: ۳۳۱۲۷

5 أبویوسف، کتاب الخراج، 158

عہد فاروقی میں بھی غیر مسلم شہریوں کے تحفظ اور حقوق کے ساتھ ساتھ نفسِ انسانی کے احترام اور وقار میں اس قدر اضافہ ہوا کہ مفتوحہ علاقوں کے غیر مسلم شہری اسلامی ریاست میں اپنے آپ کو زیادہ محفوظ اور آزاد سمجھتے تھے۔ اس کا اعتراف مشہور مستشرق (orientalist) منٹگمری واٹ (Montgomery Watt) نے بھی کیا ہے: عیسائی، عرب مسلم حکمرانوں کے دورِ اقتدار میں بطور غیر مسلم شہری اپنے آپ کو یونانی بازنطینی حکمرانوں کی رعیت میں رہنے سے زیادہ محفوظ اور بہتر سمجھتے تھے۔ [6]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں غیر مسلم شہریوں کے حقوق کے تحفظ کا اندازہ ہمیں آپ رضی اللہ عنہ کے حسبِ ذیل ارشادات اور معمولات سے ہوتا ہے:

1۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام کے گورنر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو جو فرمان لکھا اس میں منجملہ دیگر احکام کے ایک یہ بھی درج تھا:

وامْنع الْمسلِمِيْن من ظلْمِهِمْ والْإضرار بِهِمْ وأكل أموالهم إلّا بحِلّها.[7]

" تم بحیثیت گورنر " مسلمانوں کو غیر مسلم شہریوں پر ظلم کرنے اور انہیں ضرر پہنچانے اور ناجائز طریقہ سے ان کے مال کھانے سے سختی کے ساتھ منع کرو۔"

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ جب بھی ان کے پاس اسلامی ریاستوں سے کوئی وفد آتا تو آپ اس وفد سے غیر مسلم شہریوں کے احوال دریافت فرماتے کہ کہیں کسی مسلمان نے انہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف تو نہیں پہنچائی؟ اس پر وہ کہتے: ہم اور کچھ نہیں جانتے مگر یہ کہ ہر مسلمان نے اس عہد و پیمان کو پورا کیا ہے جو ہمارے اور مسلمانوں کے درمیان موجود ہے۔[8]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی زندگی کے آخری لمحے تک اقلیتوں کا خیال تھا حالانکہ ایک اقلیتی فرقہ ہی کے فرد نے آپ کو شہید کیا۔ اس کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

"میں اپنے بعد والے خلیفہ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ذمہ میں آنے والے غیر مسلم شہریوں کے بارے میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ ان سے کیے ہوئے عہد کو پورا کیا جائے، ان کی حفاظت کے لیے بوقت ضرورت لڑا بھی جائے اور اُن پر اُن کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے۔"[9]

ٹیکس کی وصولی میں نرمی

خلفائے راشدین نے اپنے ماتحت حکام کو غیر مسلم شہریوں سے حسن سلوک کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ ان پر ٹیکس عائد کرنے اور اس کی وصولی میں رعایت کے احکامات جاری فرمائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت اسلم بیان کرتے ہیں:

إنَّ عمر كتب إلى أمراء الأجناد : أن لا يضربوا الجزية على النساء، ولا على الصبيان.[10]

"حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سپہ سالاروں کو خط لکھا کہ وہ غیر مسلم عورتوں اور بچوں پر ٹیکس نافذ نہ کریں"۔

---

6 Watt, Islamic Political Thought, London, Oxford Press : The Basic Concepts, P.51.

7 أبو یوسف، کتاب الخراج:۱۵۲

8 طبری، تاریخ الأمم والملوک، ۲ : ۵۰۳

9 بخاری، الصحیح، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۴۶۹ / ۱، رقم:۱۳۲۸

10 عبد الرزاق، المصنف، ۸۵ / ۶، رقم:۱۰۰۰۹

امام ابن قدامہ بیان کرتے ہیں:

فإن عمر رضی الله عنه أتی بمال كثير، قال أبو عبيد : وأحسبه من الجزية. فقال : إنى لأظنكم قد أهلكتم الناس، قالوا : لا، والله، ما أخذنا إلا عفوا صفوا. قال : بلا سوط ولا بوط. قالوا : نعم. قال : الحمد الله الذى لم يجعل ذلک علی يدی ولا فی سلطانی.[11]

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کثیر مال لایا گیا۔ ابو عبید نے کہا: میرا خیال ہے کہ وہ ٹیکس (سے حاصل کردہ مال) تھا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں خیال کرتا ہوں کہ تم نے لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں، اللہ کی قسم! ہم نے یہ ٹیکس معافی اور نرمی کے ساتھ ہی وصول کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: بغیر کسی سختی کے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ آپ نے دعا کی: تمام تعریفیں اس اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے ہیں جس نے میرے ہاتھ سے اور میری حکمرانی میں غیر مسلموں پر یہ زیادتی نہیں ہونے دی۔ "

شام کے سفر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کے عامل ٹیکس وصول کرنے کے لیے غیر مسلم شہریوں کو دھوپ میں کھڑا کر کے سزا دے رہے ہیں۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فدعوْهُم، لَا تُكَلّفو هم ما لَا يَطيقُون، فإنّي سمعت رسوْل االلهِ صلى الله عليه وآله وسلم يقوْل : لا تعذِّبوا النَاس، فإن الّذِين يُعذِبُون النَاس فِى الدّنْيا يُعذّبهُم االلهُ يَوْم الْقيامةِ [12]

"ان کو چھوڑ دو، ان کو ہرگز تکلیف نہ دو جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے، میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگوں کو عذاب نہ دو، بے شک جو لوگوں کو دنیا میں عذاب دیتے ہیں اللہ انہیں قیامت کے دن عذاب دے گا۔ "

آپ رضی اللہ عنہ کے حکم پر عامل نے انہیں چھوڑ دیا۔

ہشام بن حکیم نے حمص کے ایک سرکاری افسر عیاض بن غنم کو دیکھا کہ اُس نے ایک غیر مسلم قبطی کو ٹیکس وصول کرنے کے لیے دھوپ میں کھڑا کر رکھا ہے۔ اس پر انہوں نے اسے ملامت کی اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے:

إنّ االلهَ يُعذّب الّذِيْن يُعذّبوْن النّاس فِى الدُّنْيَا.[13]

"بے شک اللہ عزوجل ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں "۔

کمزور غیر مسلم شہریوں کے لیے وظائف

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں غیر مسلم شہریوں سے حسنِ سلوک کا یہ عالم تھا کہ کمزور، معذور اور بوڑھے غیر مسلم شہریوں کا نہ صرف ٹیکس معاف کر دیا جاتا تھا بلکہ بیت المال سے ان کی اور ان کے اہل وعیال کی کفالت بھی کی جاتی تھی۔ امام ابو عبید القاسم بن سلام "کتاب الاموال" میں بیان کرتے ہیں:

إن أمير المؤمنين عمر رضی الله عنه مرّ بشيخ من أهل الذمة، يسأل على أبواب الناس. فقال : ما أنصفناک أن كنا أخذنا منک الجزية فی شبيبتک، ثم ضيعناک فی كبرک. قال : ثم أجرى عليه من بيت المال ما يصلحه۔[14]

"امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ غیر مسلم شہریوں میں سے ایک بوڑھے شخص کے پاس سے گزرے جو لوگوں کے

---

11 ابن قدامۃ، المغنی، ۲۹۰ /۹

12 أبو یوسف، کتاب الخراج: 135

13 قشیری، صحیح مسلم، ۲۰۸ / ۴، رقم: ۲۶۱۳

14 أبو عبید، کتاب الأموال: ۵۷، رقم: ۱۱۹

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

دروازوں پر بھیک مانگتا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''ہم نے تمہارے ساتھ انصاف نہیں کیا کہ ہم نے تمہاری جوانی میں تم سے ٹیکس وصول کیا، پھر تمہارے بڑھاپے میں تمہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔'' راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی ضروریات کے لیے بیت المال سے وظیفہ کی ادائیگی کا حکم جاری فرمایا۔ ''

حضرت عبداللہ بن حدرد اسلمی بیان کرتے ہیں:

لما قدمنا مع عمر بن الخطاب الجابية، إذا هو بشيخ من أهل الذمة يستطعم فسأل عنه، فقلنا : يا أمير المؤمنين! هذا رجل من أهل الذمة كبر وضعف. فوضع عنه عمر الجزية التى فى رقبته. وقال: كلفتموه الجزية حتى إذا ضعف تركتموه يستطعم. فأجرى عليه من بيت المال عشرة دراهم، وكان له عيال.[15]

''جب ہم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جابیہ آئے تو غیر مسلم شہریوں میں سے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو کھانا مانگ رہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے بارے میں پوچھا تو ہم نے عرض کیا: اے امیر المومنین! یہ شخص غیر مسلم شہری ہے جو بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے ذمے ٹیکس کو ختم کر دیا اور فرمایا: تم نے (ساری زندگی) اس سے ٹیکس وصول کیا، اب جبکہ وہ کمزور ہو گیا ہے اسے کھانا مانگنے کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ پھر آپ نے بیت المال سے اس کے لئے دس درہم (ماہانہ وظیفہ) مقرر کر دیا کیونکہ اس کے اہل و عیال بھی تھے۔''

غیر مسلموں کے تحفظ کی قانونی حیثیت

خلافت راشدہ کا تیسرا دور شروع ہی المناک حادثہ سے ہوا کہ ایک غیر مسلم نے خلیفۂ وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کیا اور آپ شہید ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبیداللہ بن عمر نے غصہ میں آ کر قتل کی سازش میں ملوث تین آدمیوں کو قتل کر دیا، جن میں سے ایک مسلمان اور دو غیر مسلم عیسائی تھے۔ حضرت عبید اللہ کو گرفتار کر لیا گیا۔ خلیفہ ثالث نے مسند خلافت پر بیٹھتے ہی سب سے پہلے اس معاملہ کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رائے لی، تمام صحابہ کی رائے یہ تھی کہ عبیداللہ بن عمر کو قتل کر دیا جائے۔ لہٰذا یہ امر یقینی ہو گیا تھا کہ قصاص میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبیداللہ بن عمر کو سزائے موت دے دی جاتی لیکن مقتولین کے ورثاء کی اپنی رضامندی سے خون بہا پر مصالحت ہو گئی اور خون بہا (دیت) کی رقم تینوں مقتولین کے لیے برابر تقسیم کر دی گئی۔[16]

امام ابوعبید، امام حمید بن زنجویہ اور بلاذری نے غیر مسلموں سے متعلق سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے سرکاری فرمان نامہ کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

إنّى أُوصيک بهم خيراً فإنهم قومٌ لَهُمُ الذِمَّة.[17]

''میں تمہیں ان غیر مسلم شہریوں کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت کرتا ہوں۔ یہ وہ قوم ہے جنہیں جان و مال، عزت و آبرو اور مذہبی تحفظ کی مکمل امان دی جا چکی ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی ریاست میں مسلمانوں اور غیر مسلم اقلیتوں کے خون کی حرمت برابر ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بھی غیر مسلم شہریوں کے حقوق اسی طرح محفوظ و محترم رہے اور انہیں جان و مال اور عزت و آبرو کا مکمل تحفظ حاصل رہا۔

---

15 ابن عساکر، تاریخ دمشق الکبیر، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۵ء، ۳۳۴ / ۲۷

16 ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱۷ / ۵

17 ابن سعد، الطبقات الکبری، ۳۶۰ / ۱

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مسلمان کو پکڑ کر لایا گیا جس نے ایک غیر مسلم کو قتل کیا تھا۔ ثبوت فراہم ہو جانے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قصاص میں غیر مسلم کے بدلے اس مسلمان کو قتل کئے جانے کا حکم دیا۔ قاتل کے ورثاء نے مقتول کے بھائی کو خون بہادے کر معاف کرنے پر راضی کر لیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے مقتول کے وارث کو فرمایا:

لَعَلَّهُمْ فَزَّعُوْکَ أَوْ هَدَّدُوْکَ.[18]

"شاید ان لوگوں نے تجھے ڈرا دھمکا کر یہ کہلوایا ہے۔"

اس نے کہا: نہیں، بات دراصل یہ ہے کہ قاتل کے قتل کئے جانے سے میرا بھائی تو واپس آنے سے رہا اور اب یہ مجھے اس کی دیت دے رہے ہیں جو پسماندگان کے لئے کسی حد تک کفایت کرے گی۔ اس لئے میں خود اپنی مرضی سے بغیر کسی دباؤ کے معافی دے رہا ہوں۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اچھا تمہاری مرضی۔ تم زیادہ بہتر سمجھتے ہو۔ لیکن بہر حال ہماری شریعت کا اُصول یہی ہے کہ:

مَنْ کَانَ لَه ذِمَّتُنَا، فدمه کدَمِنا، ودِيَتُه کدِيَتِنا.[19]

"جو ہماری غیر مسلم رعایا میں سے ہے اس کا خون اور ہمارا خون برابر ہیں اور اس کی دیت بھی ہماری دیت کی طرح ہے۔"

ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إذا قتَل الْمُسْلِمِ النَصْراني قتِل بِهِ.[20]

" اگر کسی مسلمان نے عیسائی کو قتل کیا تو وہ مسلمان (اُس کے قصاص میں) قتل کیا جائے گا۔"

غیر مسلموں کا معاشی تحفظ

دین اسلام کے طے کردہ انسانی مقام و مرتبہ کی روشنی میں خلفائے راشدین نے ہر ایک فرد معاشرہ کو محترم اور مفید جان کر اکی خدمت کی۔ وہ انسان میں حقوق و فرائض کے توازن کو قائم کرنے اور اسے برقرار رکھنے کی جدوجہد میں رہے۔ اس سلسلہ میں مسلم و غیر مسلم اور غریب و امیر یا اعلیٰ و ادنی کی کوئی طبقاتی تقسیم نہیں کی۔ وہ اپنے آپ کو رعایا کی زندگیوں کا مالک نہیں سمجھتے تھے۔ معاشی زندگی کا تحفظ، سماجی عدل کی فراہمی اور افراد کی نجی زندگی کی آزادی کی خاطر اپنے آپ کو ہر وقت بے چین کئے رکھتے تھے۔ اپنی رعایا میں ایک معصوم انسانی بچے کے بلکنے سے لے کر دور دراز جنگلوں میں جانور کے بھوکا رہنے تک کا احساس ہر وقت ان کے حرز جاں تھا۔ ضرورتمندوں، یتامیٰ، مساکین اور فقراء کے باقاعدہ رجسٹر اور اندراج موجود تھے جن کی بنیاد پر حکومت ایسے لوگوں کی مسلسل خبر گیری کرتی رہتی تھی۔

خلیفہ ثانی نے ایک یہودی کو بھیک مانگتے دیکھا تو اسے گھر لے گئے اور بیت المال کے ذمہ دار کو بلا کر اس کا روزینہ مقرر کروایا۔ اس موقع پر آپ نے الفاظ کہے[21]۔ خدا کی قسم! یہ بات انصاف سے بعید ہے کہ ہم ان کی جوانی سے جزیہ لے کر کھائیں اور بڑھاپے میں انہیں بے سہارا چھوڑ دیں۔ عہد خلافت میں نومولود بچوں کے وظائف مقرر تھے۔ حضرت حسین بن علی سے پوچھا گیا کہ نومولود کا حصہ کب سے جاری ہوگا؟ آپ نے فرمایا: "اذا استھل "اسی وقت سے جب وہ پہلی آواز نکالے۔[22] حضرت عمر فاروقؓ کا یہ مستقل طریقہ تاریخ سے ثابت ہے۔[23]

---

[18] ابن سعد، الطبقات الکبری، 1 : 360

[19] بیہقی، السنن الکبریٰ، 8 : 34

[20] شیبانی، الحجۃ، 4 : 349

[21] ابن کثیر، تاریخ ابن کثیر، ریاض، ادارہ النحفۃ للنشر، ۴۶۷ / ۱

[22] ابو عبید، کتاب الاموال مصر، مکتبۃ الاظہریۃ، ۱۹۸۱ء، ۴۲۔۲۴۴

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

اسی طرح خلیفہ ثالث کے حوالے سے ایک محترم خاتون کا بیان ہے کہ :

فارسل الی بخمسین درهما و شقیقة سنلانیة، ثم قال: هذا عطاء ابنک، و هذا کسوته، فاذا مرت به سنا رفعناه الی مائة[24]

"بچے کی ولادت پر مجھے امیر المؤمنین نے پچاس درہم اور ایک چادر بھیجی اور کہلا بھیجا کہ یہ آپ کے بچے کا وظیفہ ہے، جب یہ ایک سال کا ہو جائے تو ہم اس کا وظیفہ بڑھا دیں گے۔"

اس سلسلہ میں غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ سرکاری اداروں کا سلوک سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ان کے جان و مال کا تحفظ، عزت و آبرو کی ضمانت، انہیں معاشی حقوق کی فراہمی کے ساتھ جزیہ کی وصولی کے سلسلہ میں فیاضیانہ برتاؤ بے مثال رہا۔ چار ماہ تک جزیے میں چھوٹ اور سال بھر اسلامی ریاست کی حفاظت میں رہنے پر جزیہ کی ادائیگی جاری رہی۔ غریب، کمزور، معذور افراد کو نہ صرف جزیہ معاف ہوتا بلکہ ان کے وظائف جاری کئے جاتے[25]۔کتاب الاموال میں حضرت عمرؓ کے ایک غلام کی روایت درج ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ خواتین اور بچوں کو جزیہ سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا تھا۔[26]

معاشی پہلوؤں سے قانونی مساوات کی ایک اور نادر مثال قاضی شریح کا وہ فیصلہ ہے جو انہوں نے حضرت عمرؓ کے مقابلہ میں عام شہری کے حق میں دیا۔ ہوا یوں کہ خلیفہ ثانی نے ایک گھوڑا خریدا۔ جب سودا ہو گیا اور آپ اس پر سوار ہوئے تو گھوڑا گرنے سے زخمی ہو گیا۔ آپ نے اسے مالک کو واپس کرنا چاہا تو اس نے لینے سے انکار کیا۔ عدالت میں معاملہ لے جایا گیا تو قاضی نے فیصلہ گھوڑے کے مالک کے حق میں دیا اور خلیفہ سے کہا کہ آپ اگر واپس کرنا چاہتے ہیں تو گھوڑے کو اسی حالت میں کر سکتے ہیں جس میں طرح آپ نے لیا تھا۔(یعنی زخم کے بغیر۔۔۔)۔[27]

اسلامی ریاستوں میں تمام اقلیتوں کو اقتصاد اور معاش کے حوالے سے نہ صرف مکمل آزادی فراہم کی گئی ہے بلکہ وہ امور جو مسلمانوں کے ہاں ناجائز و حرام ہیں اور اقلیتوں کے ہاں رائج ہیں۔ان کے ضائع کرنے سے بھی مسلمانوں کو روکا گیا ہے۔

اقلیتوں کا فوجی خدمات سے استثناء

فلاحی ریاست میں اقلیتوں کو دفاعی و عسکری ذمہ داریاں ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا بلکہ ان کا دفاع اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے اور اسلامی حکومت غیر مسلموں کے جان و مال اور آبرو کی بھی محافظ ہے۔اسلامی ریاست چونکہ اقلیتوں کو جان و مال اور آبرو کا تحفظ فراہم کرتی ہے اور ان پر کوئی دفاعی ذمہ داری بھی عائد نہیں کرتی لہٰذا اسی کے عوض اقلیتیں اسلامی ریاست کو جزیہ ادا کرتی ہیں۔اسلامی ریاست میں اقلیتوں پر جزیہ عائد کرنے کے معاملے میں بھی عدل و انصاف اور حسن سلوک کی تعلیم دی گئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امرائے لشکر کو لکھا: عورتوں اور بچوں پر جزیہ عائد نہ کریں اور صرف ان مردوں پر جزیہ عائد کریں، جن کے بال اگ آئے ہوں یعنی بالغ ہو گئے ہوں۔[28]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک مقام سے گزر ہوا تو آپ نے ایک بوڑھے نابینا یہودی کو بھیک مانگتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے اس سے پوچھا: "تمہیں اس پر کس بات نے مجبور کیا؟ اس نے کہا کہ بوڑھا ضرورت مند ہوں اور جزیہ بھی دینا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور گھر لائے اور اسے اپنے گھر

---

[23] ایضاً

[24] الماوردی، الاحکام السلطانیة: ۱۴۴۔۱۴۳

[25] ابو عبید، کتاب الاموال، ۴۳

[26] سید قطب، العدالة الاجتماعیة فی الاسلام، مصر، مکتبة اخوان المسلمین، ص: ۲۵۵

[27] ہندی، کنز العمال ۵۰۱ / ۵، رقم: ۲۳۱۳

[28] الصنعانی، عبد الرزق، المصنف، ۱۹۲ / ۳، رقم: ۱۹۲۶۷

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

سے کچھ دیا، پھر اسے بیت المال کے خازن کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ اس کا اور اس جیسے اور لوگوں کا خیال رکھو اور ان سے جزیہ لینا موقوف کردو۔ کیونکہ یہ کوئی انصاف کی بات نہیں ہے کہ ہم نے ان کی جوانی میں ان سے جزیہ وصول کیا اور اب بڑھاپے میں ان کو اس طرح رسوا کریں۔ "[29]

جزیہ کی مقدار مقرر کرنے میں بھی اقلیتوں پر زیادتی کرنا ممنوع ہے۔ جزیہ کی وصولی میں بھی نرمی کا پہلو اختیار کرنا چاہیے اور جزیہ کے عوض ان کی املاک کا نیلام نہیں کیا جاسکتا۔ ایک موقع پر اپنے عامل کو بھیجتے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کے سردی اور گرمی کے کپڑے اور ان کے کھانے کا سامان اور ان کے جانور جن سے وہ کھیتی باڑی کرتے ہیں خراج وصول کرنے کی خاطر نہ بیچنا نہ کسی کو درہم وصول کرنے کے لیے کوڑے مارنا، نہ کسی کو کھڑا رکھنے کی سزا دینا اور نہ خراج کے عوض کسی چیز کو نیلام کرنا کیونکہ ہم، جو ان کے حاکم بنائے گئے ہیں، ہمارا کام نرمی سے وصول کرنا ہے۔ اگر تم نے میرے حکم کے خلاف عمل کیا تو اللہ میرے بجائے تمہیں سزا دے گا اور اگر مجھے تمہاری خلاف ورزی کی خبر پہنچی تو میں تمہیں معزول کردوں گا۔[30]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام کے گورنر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو جو فرمان لکھا تھا اس میں منجملہ اور احکام کے ایک یہ بھی تھا:

وَامْنَعِ الْمُسْلِمِينَ مِنْ ظُلْمِهِمْ وَالإِضْرَارِ بِهِمْ وَأَكْلِ أَمْوَالِهِمْ إِلا بِحِلِّهَا۔[31]

"مسلمانوں کو ان پر ظلم کرنے اور انہیں تکلیف پہنچانے اور ناجائز طریقہ سے ان کے مال کھانے سے منع کر دیجیے۔ "

ایک سفر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کے عامل جزیہ وصول کرنے کے لیے ذمیوں کو دھوپ میں کھڑا کر کے اور ان کے سروں پر تیل ڈال کر سزائیں دے رہے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو، تم ان کو ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دو، میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگوں کو عذاب نہ دو بے شک وہ لوگ جو لوگوں کو دنیا میں عذاب دیتے ہیں اللہ انہیں قیامت کے دن عذاب دے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے حکم پر انہیں چھوڑ دیا گیا۔[32]

ہشام بن حکم نے حمص کے ایک سرکاری افسر عیاض بن غنم کو دیکھا کہ اس نے اس ایک قبطی کو جزیہ وصول کرنے کے لیے دھوپ میں کھڑا کیا ہوا ہے۔ اس پر انہوں نے اسے ملامت کی اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے:

إِنَّ اللهَ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ فِي الدُّنْيَا [33]

اللہ عزوجل ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں"۔

فقہائے اسلام نے نادہندگان جزیہ و خراج کے حق میں صرف اتنی اجازت دی ہے کہ انہیں تادیباً قید بے مشقت کی سزا دی جاسکتی ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

وَلَكِنْ يُرفق بِهِم،وَيُحْبَسُون حتَى يُؤدّوا ما عليْهِمْ۔[34]

"اور ان سے نرمی سے پیش آیا جائے گا اور ادائیگی جزیہ تک انہیں قید کیا جائے گا۔ "

جو ذمی محتاج اور فقیر ہو جائیں انہیں صرف جزیہ ہی معاف نہیں کیا جائیگا بلکہ ان کے لیے اسلامی خزانہ سے وظائف بھی مقرر کیے جائیں گے۔ حضرت

---

29 ابو یوسف، کتاب الخراج، ۱۳۹/۱

30 ابو یوسف، کتاب الخراج، ۲۵/۱

31 ایضاً، ۱۵۵/۱

32 ایضاً، ۱۳۸/۱

33 القشیری، صحیح مسلم، ۳۰۱ / ۳، رقم: ۲۶۱۳

34 ابو یوسف، کتاب الخراج،، ۱۳۶/۱

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اہلِ حیرہ کو جو امان نامہ لکھ کر دیا تھا اس میں لکھتے ہیں کہ میں نے ان کے لیے یہ حق بھی رکھا ہے کہ جو کوئی شخص بڑھاپے کے سبب ازکار رفتہ ہو جائے یا اس پر کوئی آفت نازل ہو جائے، یا وہ پہلے مال دار تھا پھر فقیر ہو گیا یہاں تک کہ اس کے ہم مذہب لوگ اس کو صدقہ و خیرات دینے لگے، تو اس کا جزیہ معاف کر دیا جائیگا اور اسے اور اس کے بال بچوں کو ریاست کے بیت المال سے خرچ دیا جائے گا۔ [35]

اگر کوئی ذمی مر جائے اور اس کے حساب میں مکمل جزیہ یا جزیہ کا بقایا واجب الادا ہو تو وہ اس کے ترکہ سے وصول نہیں کیا جائے گا اور نہ اس کے ورثا پر اس کا بوجھ ڈالا جائے گا۔ کیونکہ یہ اس پر قرض نہیں ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَإِنْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْجِزْيَةُ فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ تُؤْخَذَ مِنْهُ أَوْ أُخِذَ بَعْضُهَا،وَبَقِيَ الْبَعْضُ لَمْ يُؤْخَذْ بِذَلِكَ وَرَثَتُهُ وَلَمْ تُؤْخَذْ مِنْ تَرِكَتِهِ؛ لأَنَّ ذَلِكَ لَيْسَ بِدَيْنٍ عَلَيْهِ [36]

"اگر اس پر جذیہ واجب ہو تو اس کی کل یا کچھ ادائیگی سے قبل وہ مر جائے تو اس پر بقیہ واجب الادا جزیہ وارثوں سے وصول نہیں کیا جائیگا کیونکہ یہ اس پر قرض نہیں ہے۔"

اگر کوئی غیر مسلم اقلیتی فرد اسلامی ریاست کی شہریت چھوڑ دے یا اس کا انتقال ہو جائے تو اس کے ذمے واجب الاداء بقایا ٹیکس معاف کر دیا جاتا ہے اور اس کے ورثاء کے ذمے کسی قسم کا ٹیکس نہیں ڈالا جاتا۔ فلاحی ریاست میں مسلم اور غیر مسلم حقوق کے حوالے سے برابر ہیں۔ جس طرح مسلمان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت ریاست کی ذمے داری ہے اسی طرح غیر مسلم شہری بھی یہ حق رکھتا ہے کہ اس کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت ہو۔ اسلامی ریاست تمام اقلیتوں کو ان کے عقیدے کے مطابق عبادات کرنے، شادی بیاہ اور وفات وغیرہ کی تمام رسومات ادا کرنے کی نہ صرف اجازت دیتی ہے بلکہ ان کی حفاظت بھی کرتی ہے۔ غیر مسلم اقلیتیں اسلامی ریاست کے کسی بھی حصے میں رہنے اور کاروبار کرنے کا قانونی حق رکھتی ہیں۔ اگر کوئی شخص ان کے جان و مال اور عزت و آبرو کو نقصان پہنچائے تو ریاست اس کی تلافی کی ذمے دار ہوتی ہے۔

1۔ اقلیتوں کی جان و مال کا تحفظ:

بتاتے ہیں کہ عہد رسالت اور خلفاء راشدین کے ادوار میں تقریباً تمام قوانین میں مسلمان اور غیر مسلم اقلیت کا درجہ مساوی تھا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل درآمد کرنے کے بکثرت واقعات دور خلافت راشدہ میں بھی ملتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں قبیلہ بکر بن وائل کے ایک شخص نے حیرہ کے ایک (اقلیتی فرد) کو قتل کر دیا، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "قاتل کو مقتول کے وارثوں کے حوالہ کر دیا جائے۔ اگر وہ چاہیں قتل کر دیں ورنہ معاف کر دیں۔ چنانچہ وہ مقتول کے وارث کو دے دیا گیا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔" [37]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ابن شاس نامی ایک شخص نے شام کے علاقے میں ایک شخص کو قتل کر دیا، معاملہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچا تو آپ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی دخل اندازی پر آپ نے ایک ہزار دینار دیت مقرر کی۔ [38]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں بھی قتل کا ایک مقدمہ پیش آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قصاص میں اس مسلمان (قاتل) کو قتل کیے جانے کا حکم دیا۔ جب قاتل کے ورثاء نے مقتول کے بھائی کو معاوضہ دے کر معاف کرنے پر راضی کر لیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے اسے فرمایا: "فَلَعَلَّهُمْ هَدَّدُوكَ أَوْ فَرَّقُوكَ أَوْ فَزَّعُوكَ" شاید ان لوگوں نے تجھے ڈرا دھمکا کر تجھ سے یہ کہلوایا ہو۔ اس نے کہا نہیں بات دراصل یہ ہے کہ اس شخص

---

35 ایضاً، ۱۵۸/۱

36 ابو یوسف، کتاب الخراج، ۱۳۶/۱

37 البیہقی، السنن الکبریٰ، کتاب الدیات۔ باب الروایات فیہ عن عمر بن الخطاب رضي اللہ عنہ، حدیث: ۱۵۹۲۸

38 الشافعی، محمد بن ادریس، المسند، کتاب الدیات والقصاص، بیروت، دار الغرب الاسلامی، ۳۴۴/۱

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

کے قتل کیے جانے سے میرا بھائی تو واپس نہیں آئے گا اور اب اس کی دیت پسماندگان کے لیے کسی حد تک کفایت کرے گی۔اس لیے خود اپنی مرضی سے بغیر کسی دباؤ کے میں معاف کر رہا ہوں۔اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ٹھیک ہے تمہاری مرضی جیسے تم بہتر سمجھتے ہو۔لیکن ہماری حکومت کا اُصول یہی ہے کہ:

مَنْ كَانَ لَهُ ذِمَّتُنَا فَدَمُهُ كَدَمِنَا، وَدِيَتُهُ كَدِيَتِنَا[39]

" جو ہماری غیر مسلم رعایا " یعنی اقلیت" میں سے ہے اس کا خون اور ہمارا خون برابر ہے اور اس کی دیت ہماری دیت ہی کی طرح ہے "۔

ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِذَا قَتَلَ الْمُسْلِمُ النَّصْرَانِيَّ قُتِلَ بِهِ[40]

"اگر کسی مسلمان نے نصرانی کو قتل کیا تو اس کو (بدلے میں) قتل کیا جائے گا "۔

یہودی، عیسائی اور مجوسی کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر ہے۔ محدث اعظم ابن شہاب زہری رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں: اسلامی ریاست کی تعزیرات میں اقلیتوں اور مسلمانوں کا درجہ مساوی ہے۔ جرائم کی جو سزا مسلمان کو دی جائے گی وہی اقلیتوں کو بھی دی جائے گی۔ذمی کا مال مسلمان چرائے یا مسلمان کا مال ذمی چرائے دونوں صورتوں میں سزا یکساں ہو گی۔

نتیجہ بحث

ریاست مدینہ میں تمام غیر مسلم اقلیتوں کو جان و مال کے تحفظ کے اعتبار سے تقریباً وہ تمام حقوق حاصل تھے جو وہاں پر مسلمانوں کو حاصل تھے بلکہ بعض معاملات میں ان کو مسلمانوں پر فوقیت بھی حاصل تھی۔آج بھی تمام مسلم فلاحی ریاستوں میں اقلیتوں کے حقوق کا بھرپور تحفظ کیا جاتا ہے۔ خلافت راشدہ میں تو غیر مسلموں کو ایسے حقوق حاصل تھے جو انہیں اپنے ہم مذہب ممالک میں بھی حاصل نہیں تھے بلکہ بہت سے ایسے واقعات شاہد ہیں کہ غیر مسلم رعایا نے ہم مذہب لوگوں کے زیر نگیں رہنے کی بجائے مسلمانوں کے زیر نگیں رہنے کو ترجیح دی۔آج دور حاضر میں تمام مسلم ریاستوں کو بھی انہی اصولوں کو اپنانے اور ان پر عمل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ مسلم اور غیر مسلموں کی حقوق کے تحفظ کو یقینی بنایا جا سکے اور مسلم ریاستوں اور اسلام کے خلاف ہونے والے پروپیگنڈے کا سد باب کیا جا سکے۔

---

39 البیہقی، السنن الکبریٰ، ۶۲/۸

40 الشیبانی، محمد بن حسن، الحجۃ علی اھل المدینہ بیروت، دار عالم الکتب، ۱۴۰۶ھ، ۳۴۷ / ۴